# OFF/CENTRE ON/STAGE

## مرکز سے ہٹ کر / توجہ کا مرکز

## ۱۹۷۰ کے دُبئی کے مناظر

Curated by Todd Reisz

Translated by Sheherbano Iqbal

ART JAMEEL

## 1977 / WTCTR / MH04

اپنی حتمی اونچائی کے تقریبا نصف حصے تک پہنچنے پر ورلڈ ٹریڈ سینٹر ٹاور کی تصویر راشد بندرگاہ کے اوپر سے گزرتے ہوئے ایک جہاز سے لی گئی. جب اس منصوبے کا پہلی دفعہ اعلان کیا گیا، اس کے ایک اشتہار میں اسے 'ایک بین الاقوامی تجارتی مرکز ' کہا گیا جہاں سے راشد بندرگاہ کی برتھوں پر ہونے والی سرگرمیوں کے فیصلے صادر ہوتے.

## 1977 / WTCTR / SF03

دبئ کریک سے پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر، ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی تعمیر میں کام کرنے والوں کے لئے ایک عارضی قصبہ بنایا گیا تھا. عین ممکن ہے کہ مزدوروں کو کریک پر بنے گہما گہم شہر کا کبھی کبھار ہی مشاہدہ ہوتا ہو. زیادہ خوش قسمت کارکنوں کی لئے بنگلے اور مجموعی رہائشگاہیں، اورکم خوش قسمت والوں کے لئے ٹاٹ کے خیمے.
پیش منظر میں نظر آتی ہوئی صحن والی عمارت میں جون ر. ہیرس اور شارکین کے دفاتر تھے، اور کچھ اور شعبائی ماہرین کے بھی. کمپلیکس کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد مجموعی رہائشگاہیں منہدم کر دی گئیں.



## 1978 / WTCTR / SF02

ورلڈ ٹریڈ سینٹر کا اونچا پلیٹ فارم اختیاری طور پر بنایا گیا تھا تاکہ وہ ریتیلی زمین سے بالکل الگ اٹھا ہوا ہو. جن مزدوروں نے یہ اونچا پلیٹ فارم تعمیر کیا، ان کے لئے یہ ایک الگ ہی تجربہ ہو گا: چھوٹے چھوٹے بنگلوں اور ٹاٹ کے خیموں سے یہاں پہنچنے کے لئے ریتیلہ رستہ کاٹنے کے بعد، یہ مزدور گاڑیوں کے لئے بنی ڈھلان پر چڑھ کر ایک سیاہ و سفید دنیا میں پہنچتے. ذاتی زندگی اور کام الگ الگ بلندیوں پر انجام پاتے، اور ان دونوں کے باہمی اختلافات روز بروز بڑھتے ہی جاتے.

## 1978 / WTCTR / SF04

ورلڈ ٹریڈ سینٹر اپارٹمنٹس سے ساحل کا ایک منظر.
ان دونوں کے درمیان عُجلت میں بنے ہوئے وہ گھر ہیں جن سے شاہراہ ابو ظبی اور جُمیرہ کے عالیشان مکانوں کے بیچ کی جگہ بھر چکی ہیے. یہ گھر شاید کرتون کے گھروں سے کچھ بہتر بنے ہوئے ہیں، مگر پھر بھی دبئ کے قلیل آمدن گھرانوں کی رہائشگاہ ہیں. ریتیلی سڑکوں سے ہی علاقے کو منظم چوکور حصّوں میں بانٹ دیا ہیے.

**1977 / WTCTR / MH02**

شاید ہی ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے تعمیری مقام پر کسی مزدور نے ذاتی حفاظتی ہیلمیٹ پہنی ہوئی ہیے. لوہے کے کُھلے ہوئے سَریوں اور ساتھ میں لگے لکڑی کے پَٹّھوں سے معلوم ہوتا ہیے کہ مزدور ٹاور کی اس وقت کی اونچی ترین منزل پر کنکریٹ ڈالنے کی تیاری کر رہا تھا.

**1978 / WTCTR / SF05**

ورلڈ ٹریڈ سینٹر کمپلیکس پر مزدوروں کے لئے بنی ہوئی رہائشگاہوں میں بِستر اور صرف ضروری رہائشی اشیاء فراہم کی جاتی تھیں. اس کمرے سے مجھے آج کے 'لیبر کیمپس' کے اشتہاروں میں دکھائے جانے والے کمروں کا خیال آتا ہیے، جن میں سستا فرنیچر اور پتلے گدّے ڈلے ہوئے ہوتے ہیں. مزدوری کے پیشے کے کس درجے پر اس دو بندوں کے کمرے میں جگہ مِلتی ہوگی، جسِے خیموں کی رہائش پر ترجیح دی جاتی ہیے؟



**1978 / WTCTR / SF06**

۱۹۷۸ کے فروری میں، کمپلیکس کے باقاعدہ افتتاح میں، جو برطانوی شاہی حکمران نے کیا، ایک سال بچا تھا. اُلٹے ہاتھ پر نظر آنے والا ہِلٹن ہوٹل اس تصویر کھِچنے کے ایک ماہ بعد کُھلا؛ ٹاور اور ایکسپوزیشن سینٹر کی عمارتیں تیار ہیں؛ بیرونی فلڈلائیٹیں بھی تیار ہیں؛ پس منظر میں دِکھنے والی رہائشی عمارتوں کا اندرونی سَطحی تعمیراتی کام جاری ہیے. پیش منظر میں پلاسٹک کی چپّلیں پہنا ہوا ایک مزدور تعمیر کے اِختتامی مرحلے میں ریتیلی زمین پر کنکریٹ کی ٹائیلیں بچھا رہا ہیے. یہ دونوں ڈھلانیں کمپلیکس میں گاڑیوں کے مرکزی داخلی راستے ہیں.

### 1977 / WTCTR / SF02

ایک شفاف نیلے آسمان کے سامنے کھڑا ہوا ٹریڈ سینٹر ٹاور. اس کی چمکتی ہوئی کروم کے بنی ہوئی ہنگامی اخراج کی سیڑھیاں ابھی نہیں لگائی گئی ہیں. تِیسویں منزل پر ایک کونے سے لکڑی کے پَٹّھے آسمان میں نکلتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں_ جہاں عمارت کی بیرونی تزین و آرائش کا کوئی خوفناک منصوبہ بنایا گیا ہو گا.

### 1977 / WTCTR / SF05

ورلڈ ٹریڈ سینٹر کمپلیکس کا مقام، جیسا کہ برابر میں تعمیر شدہ رہائشی عمارتوں سے نظر آتا ہے. پیش منظر میں، کسی خانامے کے مرتب کردہ اجزاء کی طرح پھیلے ہوئے وہ تعمیراتی اجزاء ہیں جو ہر منزل بنانے کی ترکیب میں ایک ہی طرح سے بارہا استعمال ہوتے ہیں.

### 1977 / WTCTR / SF07

ٹریڈ سینٹر ٹاور کی بالائی منزلوں سے نیچے دکھائی دینے والی ورلڈ ٹریڈ سینٹر چوراہے کی داخلی اور خارجی سڑکوں سے زمین کے سیدھے حصوں اور گولائیوں کا ایک کھیل سا نظر آتا ہیے.



### 1977 / WTCTR / MH05

ٹریڈ سینٹر کے منصوبے پر کام کرنے والے مبینہ طور پر کئی سو مختلف شعبوں کے ماہر اداروں کے کارکنان کے لئے، ٹریڈ ٹاور کی نو تعمیر شدہ منزلوں سے مستقبل میں بننے والے منصوبوں کے مقامات کے وسیع نظارے میسر تھے. ایک تعمیراتی کامیابی اگلی تعمیراتی کامیابی کا پیش خیمہ تھی.

### 1977 / WTCTR / MH03

اس وقت کی اونچی ترین منزل پر کنکریٹ کی سلیب ڈالنے کے لئے مزدور لکڑی کے سانچے تیار کر رہیے ہیں. مزدوروں کا ایک گروہ منزل کی کنکریٹ ڈالتا، دوسرا گروہ منزل کا بیرونی خول کھڑا کرتا، اور ایک تیسرا گروہ فرش بچھانے کی تَہیں تیار کرتا جس سے پہلے دونوں حصّے جُڑ جاتے. مبیّنہ طور پہ مزدوروں کے یہ تین گروہ ساتھ مِل کر ہر دس دن میں ایک منزل مکمل کر لیتے تھے.

### 1977 / WTCTR / SF01

جہاں منزلوں کا شمار ہر دس دن پر بڑھ جاتا، ٹاور کی ارضی منزل پر مزدوروں کا ایک اور گروہ دوبارہ سکیفولڈنگ تیار کرتا، اس دفعہ اینٹوں کی بنی ہوئی دیواروں پر درآمدشدہ قدرتی پتھروں سے بنی نایاب ٹائلیں لگانے کے لئے.

### 1978 / WTCTR / SF01

۷۰ کی دِہائی کے اِبتدائی حصّے میں مکمل ہونے والے نیشنل بینک آف دبئ میں، اور راشد ہسپتال میں بھی، ہیرس کی کمپنی نے رات میں عمارت کو روشن کرنے کی اہمیت کو جانا. نیدرلینڈز کی کمپنی فیلیپس نے ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے بیرونی روشنی کا نظام بنایا، جس میں ایک ایسا تکنیکی نظام بھی شامل تھا جس سے ٹاور کے ظاہری حصے پر رنگین روشنیوں کے مظاہرے چلائے جا سکتے تھے. کسی بھی قسم کے برقی اشتہار کے بغیر ہی دبئ کی یہ معروف عمارت ہر منزل پر روشن تھی.



### 1977 / WTCTR / SF06

چونکہ زیادہ تر مزدور سٹیل کے ٹِفِن ڈبّوں میں اپنا دوپہر کا کھانا ساتھ لاتے تھے، تصویر میں نظر آتی بکھری ہوئی کاغز کی پلیٹوں اور خالی کوک کی بوتلوں سے یہ پتہ چلتا ہیے کہ یہ روز مرّہ کی عام کھانے کی چھُٹّی نہیں تھی. مُمکنہ طور پر اس تصویر میں تعمیر کے کسی مرحلے کی تکمیل کا چھوٹا سا جشن منایا جا رہا ہیے. سامنے دِکھنے والے سُتُون سے معلوم ہوتا ہیے کہ اس دعوت کی جگہ ٹاور کی اس وقت کی سب سے اونچی مکمل کی ہوئی منزل پر ہیے.

### 1976 / WTCTR / MH01

لُنگیاں اور چپّلیں پہنے ہوئے مزدور، ہاتھوں میں شاید اپنے کھانے کی تھیلیاں لئے ہوئے ٹاور کی جگہ پر چلتے ہیں.

### 1978 / WTCTR / SF03

ورلڈ ٹریڈ سینٹر منصوبے میں کچھ عرصے بعد تین رہائشی عمارتوں کا اضافہ کیا گیا تھا. مستقبل میں ایکسپوزیشن گراؤنڈز کی توسیع کی گنجائش رکھنے کے لئے انہیں کمپلیکس کی باقی عمارتوں سے کچھ فاصلے پر رکھا گیا. اشتہاری مہمات میں پرآسائش اپارٹمنٹس کے طور پر فروغ دی جانے والی ان عمارتوں کو کمپلیکس کے ہِلٹن ہوٹل کے عملے کی پوری خدمات میسّر تھیں.

### 1977 / WTCTR / SF04

ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی اشتہاری مہم کا مرکزی نقطعہ اس کا صِفر سے وجود میں آنا تھا. تعمیراتی مال ایک انتہائی سخت نقل و حرکت کے نظام کے تحت دبئ پہنچتا، جس سے راشد بندرگاہ اور نو تعمیر شدہ ہوائی اڈّے کا رابطہ افریقہ اور یورپ میں مال کے اصل سرچشموں سے قائم ہوتا. کمپلیکس کے بننے کے لئے ہی عمارتوں اور دیگر تعمیرات کا بنانا اور گِرانا درکار تھا_ملبے کے اس ڈھیر سے ہی ان سرگرمیوں کا اندازہ ہوتا ہیے. ہم یہ سوچ ہی سکتے ہیں کہ یہ ملبہ کہاں کہاں تک پہنچتا ہو گا اور اس کی کتنی مقدار ابو ظبی جانے والی سڑک کے اس پار بنے ہوئے گھروں میں کھپتی ہوگی.

### 1978 / WTCTR / SF07

سٹیفن فنچ یاد کرتے ہیں کہ شاید یہ تصویر انہوں نے العین جاتے ہوئے اسی سڑک پر لی تھی. ریت کے ایک ٹیلے پر سے پیشِ منظر کی جھلک ملتی ہیے: حال ہی میں ادھر ایک خدماتی عمارت بنائی گئی ہیے جس کے اِرد گِرد پلائی وُڈ اور لہردار تختوں کے بنے ہوئے گھر موجود ہیں. صحرا میں موسمِ سرما کی ہریالی چھائی ہوئی ہیے.

### 1980 / WTCTR / MH01

دبئ کے رہائشی کُھلے صحرا میں کرکٹ نہیں کھیل رہے، بلکہ ایک کلومیٹر لمبی زمینی پٹّی میں جو ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی مستقبل میں ہونے والی توسیعات کے لئے چھوڑی گئی تھی. جس وقت یہ تصویر لی گئی، ٹاور کے احتیاط سے بنے ہوئے پری کاسٹ حصّوں کو سفید رنگ سے رنگا جا چکا تھا، جس سے بعض افراد کے خیال میں عمارت دور سے بہتر نظر آ سکتی تھی. مارک ہیرس نے یہ تصویر اس مقام سے لی ہیے جہاں آج امارات ٹاورز کھڑے ہوئے ہیں.

### 1977_BSTKA_SF01

بستکیہ کے ایک گھر میں تین بچے۔ ۱۹۷۷ تک بھی، سمندری پتھروں کے بنے ہوئے ان وراثتی مکانوں میں گھرانے آباد تھے۔ ابتدائی عرصے میں یہ گھرانے زیادہ تر ایرانی نژاد تارکین وطن تھے۔ اگلے سالوں میں اس آبادی کا بیشتر حصّہ جنوبی ایشیائی رہائشیوں میں تبدیل ہو گیا جبکہ سابقہ رہائشی آبادی بڑی تعداد میں دُبئ کریک سے کچھ دور، جدید آسائشوں سے آراستہ نو تعمیر شدہ مکانات میں منتقل ہو گئی۔ آج ضلع بستکیہ، جس کا نام ایران کے کے ایک شہر و ضلع کے نام پر پڑا ہیے، سرکاری طور پر الفہیدی جانا جاتا ہیے۔

### 1976 / DBCRK / MH02

ڈیرہ کے اس سوق میں اب تک جائیداد کے کاروبار کی وہ افراتفری نہیں پھیلی ہیے جس کی وجہ سے آنے والے برسوں میں یہاں کا منظر ایک اور دو منزلہ عمارتوں سے اونچی اونچی کئ منزلہ عمارتوں میں بدل گیا، جہاں رہائشی اور کاروباری سرگرمیاں دونوں زیرِ عمل تھیں۔ دکانوں کے آگے لگی تختیوں پر ناموں، اور چھپائی کے مخصوص اندازوں سے ڈیرہ کی آبادی کی قومیتوں کا اندازہ ہوتا ہیے: اماراتی، ایرانی، پاکستانی، برطانوی۔ پیپسی کولا، جس کے کارخانے کے لئے ۱۹۶۰ کے دبئ کے شہری نقشے ہی میں جگہ مختص کر دی گئی تھی، ہر طرف نظر آتی تھی۔

### 1976 / DBCRK / MH01

دبئ کریک کے نزدیک واقع ڈیرہ کے سوق میں، گھریلو سامان بیچنے والے ان ریتیلی سڑکوں کے کنارے جگہ بناتے ہیں، جو گاڑیوں، بائیکوں اور ریڑھیوں سے بھری ہوئی ہیں۔



### 1977 / DBCRK / MH01

بَرڈُبئ سے ڈیرہ جانے کے لئے عَبرہ کے انتظار میں۔ پُل پر ناقابلِ برداشت ٹریفک جام، اور ٹیکسیوں کے زیادہ کرائے کے باعث، کریک پار کرنے کا یہ طریقہ لوگوں کے لئے زیادہ سودمند تھا۔ یہ بات کافی معروف ہے کہ دُبئ کریک پار کرنے کے لئے عَبرہ نہ صرف یہ کہ ایک تیز، آسان اور سستی سواری تھی، بلکہ سمندر کی ٹھنڈی ہوا کھانے کا موقع بھی تھا۔ شاید اس وقت کے عَبرہ کے سوار بھی آج کے سیاحوں کی طرح، امید کرتے ہوں کہ یہ مختصر سا سفر جلدی نہ ختم ہو جائے۔

### 1977 / DBCRK / SF04

لوگ ڈیرہ سوق کے قریب اڈّے پر عبرہ کشتی سے اُتر رہیے ہیں. بر دبئ سے آنے والی کشتی کا سفر چند منٹوں کا ہی ہوتا تھا. بہر حال، عبرہ کا سفر فرحت بخش ہوا کرتا تھا_ چہرے پر ماحول کے حبس کے بجائے قدرے ٹھنڈی ہوا محسوس ہونا. دوسرے کنارے پر پہنچتے تو کشتی کنکریٹ کی بنی برتھ سے جا لگتی، اور مسافروں کو ایک جھٹکا سا لگتا. یہ جھٹکا اس بات کی نشانی تھا کہ آپ اُٹھ جائیں اور جلدی سے اتریں. پیچھے بیٹھے ہوئے لوگوں کا رستہ نہ روکیں؛ ایسا ظاہر نہ کریں کہ آپ کے پاس دو گھڑی سانس لینے کا بھی وقت ہیے.

## 1977 / BSTKA / MH01

بَر دُبئ کے ضلع 'بستکیہ' میں رہائشی افراد اور سیاحوں دونوں ہی ان 'براجیل' یا بادگیروں کی تصاویر کیمرے کے ذریعے محفوظ کئے بغیر نہ رہ سکے. بیسویں صدی کے آغاز میں یہاں آکر بسنے والے ایرانی تاجر گھرانوں کے درآمد شدہ 'برجیل' فنِ معماری کی ایک ایسی تکنیک ہے جو خشک اور گرم علاقوں میں گھروں کے اندرونی حصّوں میں ہوا کو متحرک کرنے کے لئے بنائے جاتے تھے. گرم ہوا ہلکی ہونے کی وجہ سے اوپر جاتی ہے اور باہر کی قدرے ٹھنڈی ہوا خلا کو بھرنے کے لئے کھچ کر اندر آجاتی ہے. برجیل کی اُونچائی کے ساتھ ساتھ ٹھنڈی ہوا اندر آنے کے اِمکانات بڑھتے جاتے اور ہوا کے ہمراہ دھول مٹّی اندر آنے کے اِمکانات کم ہوتے جاتے. یہ معماریت پورے بَر دُبئ اور ڈیرہ میں استعمال ہوتی تھی. مارک ہیرِس نے کُچھ پرانے اور ناکارہ براجیل کی ایسی تصاویر لی ہیں، جن میں وہ نئ طرز کی کنکریٹ عمارتوں میں گھلے مِلے نظر آتے ہیں. پیشِ منظر میں دکھائی دینے والے گِراں قامت برجیل کا استعمال، سیدھے ہاتھ پر نظر آنے والے اَیئر کَنڈِشنر کی تنصیب کے بعد ختم ہو گیا تھا.

## 1977 / DBCRK / MH08

دُبئ کریک پر کچھ آگے بڑھ کر، اس آبی گذرگاہ کو کنال کی شکل دینے کی ابتدائی منصوبہ بندی کے بعد، حالیہ دور میں بھرائی سے حاصل کردہ زمین نے سابقہ ساحل سمندر کی جگہ لے لی۔ یہاں جو ساحل کی اسفالٹ سے بنی سڑک تھی، اس نئ زمین پر باقاعدہ بڑھائی گئی۔ کچھ ہی سالوں پہلے اُلٹے ہاتھ پر نظر آنے والا یہ بڑا سمندری جہاز دُبئ کریک میں اتنا اندر نہ آپاتا۔ سمندری بھرائی سے زمین کے حصول کا منصوبہ، یہاں کے کچھ اِنجینیئرنگ ماہرین نے شہر کے منافع بخش جائیداد کے کاروبار کے فروغ کے زاویے میں پیش کیا تھا، مگر اس زمین پر ذاتی منافع کی سرگرمیوں کے بجائے شاہراہیں، پارکنگ لاٹ اور پیدل چلنے والے قطعات مقرر کر دیے گئے۔



## 1977 / DBCRK / SF02

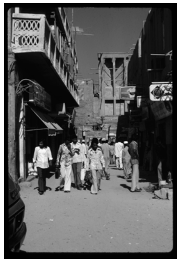

یہ تعین کرنا مشکل ہے کہ یہ تصویر کہاں لی گئی تھی. پس منظر میں دِکھنے والے برجیل سے معلوم ہوتا ہے، کہ یہ بر دبئ ہے، لیکن فلم کے اشتہاروں سے پتا چلتا ہے کہ یہ ڈیرہ ہے، جہاں سنیماؤں کی زیادہ تعداد واقع ہے. نظر آنے والے سائے کی سمت سے اندازہ ہوتا ہے، کیونکہ ڈیرہ کی زیادہ تر چوڑی سڑکوں کا رُخ مشرق سے مغرب کی طرف ہے، یہ افراد مغرب کی جانب چل رہے ہیں. اس تصویر میں ایک قابل غور بات یہ ہے کہ سڑک کی دھول اڑتی ہوئی نظر نہیں آ رہی. صاف اور نیلے آسمان کی طرح، ان لوگوں کے کپڑے بھی چمک رہے ہیں. یہ لوگ مل کر باہر گھوم رہے ہیں؛ اگر یہ کام کا دن ہے، تو تھکا دینے والا نہیں ہے.

## 1977 / DBCRK / SF05

خواتین کی اتنی کم تصویریں ہونے سے شہر سے زیادہ تصویر لینے والوں کے ذہن کا پتا چلتا ہے. دبئ پہلے بھی اور آج بھی زیادہ تر مردوں کا ہی شہر ہے. اس تصویر سے واضح ہوتا ہے کہ خواتین کا بھی سوق میں ہونے والی تجارت میں اہم کردار تھا نہ صرف خریداری میں بلکہ بیچنے میں بھی.

**1978 / DBCRK / MH02**

دبئ شہر کی ابتدائی ترقی اکثر سونے کی نقل و حرکت سے جوڑی جاتی ہے، جس سے سونا یورپی جہازوں سے جنوبی ایشیائی ممالک تک پہنچتا تھا. یہ انتہائی منافع بخش کاروبار کچھ ہی عرصے جاری رہا، جو ۱۹۷۰ میں عروج پر پہنچا. منافع اتنا زیادہ ہوا کہ آنے والے سالوں میں بننے والے شہری ترقیاتی منصوبے اسی کے بل بوتے پر بنے. ۱۹۷۸ میں کھینچی گئی اس تصویر میں نظر آنے والی بردبئ میں واقع دکان کی کھڑکی اس کھڑکی سے زیادہ مختلف نہیں ہے جو آپ کو آج کے ڈیرہ کے صرافہ بازار میں نظر آئے گی. سونے کی تجارت کے عروج کے دنوں میں اس قیمتی دھات کو شکل دینے اور بنا کر رکھنے کا نہ وقت ہوتا تھا نہ ضرورت.

**1977 / DBCRK / MH10**

ڈیرہ کے ساحل پر بنی بینک کی نئ عمارتوں اور ہیوٹلوں کی بارہا اس طرح تصویر کشی کی گئی کہ وہ دُبئ کریک کے دیرینہ اور بے ہنگم رش اور سرگرمیوں کا ایک صاف ستھرا پسِ منظر پیش کریں۔ مگر یہ دو ظاہری طور پہ الگ دنیائیں اتنی بھی الگ نہیں تھیں. تجارتی سامان کی نقل و حرکت، جو ملاّحوں اور تاجروں کی مرضی اور ان کے اپنے ہی اصولوں کے مطابق ہوا کرتی تھی، بندرگاہیوں سے اندرونی بازاروں تک اور ان چمکتی ہوئی نو تعمیر شدہ عمارتوں میں بِلا روک تھام چلتی رہتی. اس تجارت کے منافع سے کریک کی یہ عمارتیں تعمیر ہیوئیں. اسی تجارت کی وجہ سے یہاں جدید طرز کی فنِ تعمیر پروان چڑھ سکی، جس کے شیشے کے بنے کمروں کے باہر یہ سرگرمیاں جاری رہتی تھیں.



**1977 / BSTKA / MH02**

رشاد بوخش، معمار اور بستکیہ کے پرانے رہائشی نے ہمیں بتایا کہ محلّے کی کسی ایک چھت پر جو فلم پروجیکٹر پر چلتی، وہ دوسری چھتوں پر جمع فیملیاں بھی دیکھ سکتی تھیں. نئے گھروں کی چھتوں کی اونچی دیواریں بر دبئ کے بدلتے ہوئے معاشرتی تعلقات کی عکاسی کرتی ہیں.
خاص طور سے میں اس بالائی صحن کے پر کشش سبز رنگ کی طرف متوجہ ہوں، جیسا تالاب کا ہوتا ہیے۔ اس عمارت کے لئے یوں لگتا ہیے کہ وراثتی صورت برقرار رکھنے کے لئے یہ انداز اپنایا گیا ہیے: بیرونی رنگ برجیل والے پرانے گھروں کی طرح، اور اندرونی دیواریں ذاتی پسند کے مطابق۔

**1977 / BSTKA / MH03**

ڈبئ کے پرانے علاقے پہلے انہی گزرگاہوں یا سِکّاوں سے عبور کیے جاتے تھے۔ سڑکیں اور کونے کھانچے، بچی ہوئی جگہوں میں بنتے۔ جو سبز رنگ یہ آدمی دروازے اور چوکھٹ پر لگا رہاہیے، اس سے مجھے یاد آیا کہ ۷۰ کي دہائی کے نصف میں، دبئ میں بحری تعمیراتی کاروبار کی مانگ کو پورا کرنے کے لئے رنگ بنانے والا ایک کارخانہ کھلا تھا۔ اس وقت مختلف اقام کے بحری کاروبار ڈبئ شہر کے خد و خال کو تیزی سے متاثر کر رہیے تھے۔ کیا یہ سبز رنگ وہی رنگ ہیے جو ۱۹۷۷_BSTKA_MH/۰۲ میں بالائی صحن کا تھا؟ کیا یہ رنگ ان کشتیوں سے میثابہ رکھا گیا تھا جو دبئ کی بندرگاہوں میں داخل ہوتی تھیں، جنہیں مجموعی طور پر الدھوٗ کہتے ہیں؟



**1977 / DBCRK / SF03**

دبئ کے پرانے شہری علاقے منہدم ہیو کر ہی ماضی کا حصہ بنے. ورنہ جب تک موجود رہیے وہ حالیہ زمانے کا جیتا جاگتا حصہ تھے. برسوں کے استعمال سے گھِسا ہوا دروازہ جو ممکنہ طور پر ہندوستان سے درآمدشدہ تھا، اسی رنگ سے رنگا گیا تھا جو امارات کی زمانہ قدیم کی کشتیوں پر حفاظت کے لئے لگایا جاتا تھا. چوکھٹ کنکریت کی بنی ہوئی ہیے جو کچھ عرصہ پہلے ایک مہنگا مال تھا. عمارت کے ظاہری حصے پر ابھی بھی چونا ہی مارا جاتا ہیے، مگر اس کے اوپر مصنوعی ساخت کا سبز رنگ دیوار کو مکمل کرنے کے لئے کیا جاتا ہیے، جو اس سے پہلے شہر میں نہ پایا جاتا تھا. بے ترتیب تاروں کے گچھے اس گھر کو بجلی فراہم کرتے ہیں جو اصل میں برقی توانائی کے حساب سے نہیں بنا تھا. قدیم معربی نقوش والی، کھیپ میں بنی ہوئی مصنوعی ساخت کی جالیاں ان کھڑکیوں کی حفاظت کے لئے آویزاں ہیں، جن میں سے کچھ میں شیشہ بھی نہیں لگا ہیوا. یہ جو پانی کا پائپ اور نلکہ ہیے، کیا یہ سبیل ہیے جو عوام الناس کے استعمال اور بھلائی کے لئے لگایا گیا ہیے؟

## 1978 / DBCRK / SF01

آج ڈیرہ میں شاہراہ الکبیر پر چلتے ہوئے ہمیں یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ یہ تنگ سا راستہ کوئی قدیم گذرگاہ ہے. دراصل یہ جائداد کے کاروبار کی لوٹ مار کی وجہ سے ہوا. ۷۰ کی دہائی کے آخری برسوں تک بھی یہ کافی سڑک تھی، جس کے کناروں پر ضروری پارکنگ بھی بنی ہوئی تھی. ۱۹۷۸ تک نئ طرز تعمیر پر بنی ہوئی عمارتوں کی دو نسلیں اس سڑک کے ساتھ ساتھ بن چکی تھیں. آج ان کی جگہ نئ اور بڑی عمارتوں نے لے لی ہے جن کا تعمیر شدہ رقبہ کہیں زیادہ ہے، اور انھی عمارتوں نے سابقہ چوڑی سڑک کی زمین گھیری ہے.

## 1977 / ONEDG / MH04

اُلٹے ہاتھ پر نظر آنے والے زیر تعمیر مقامات شاید دبئ ٹاور اور اس کے پڑوس میں ڈیرہ ٹاور کے ہیں. سیدھے ہاتھ پر وہ جگہ جہاں سینما چوک یا ناصر چوک ہوا کرتا تھا، اور اب بنی یاس چوک جانا جاتا ہیے، اس میں شجرکاری اور باغبانی کی جا رہی ہیے. کنکریٹ کی بنی ہوئی گزرگاہوں اور ہرے بھرے زمین کے ٹکڑوں سے سابقہ کھلا ہوا میدان اب سیدھی لکیروں سے حصّوں میں بٹا ہوا ہیے. سیدھے ہاتھ پر فونیشیا ہوٹل بھی ہیے. اگر اس کا تعلق بیروت میں واقع اصل فونیشیا ہوٹل سے نہ بھی تھا، اس کا یہ نام تعلق پیدا کرنے کے مقصد رکھا گیا تھا. مقامی رسالے اخبار دبئ نے ایک دفعہ دبئ کو 'مشرق کے فونیشیا' کا نام دیا.



## 1977 / DBCRK / MH12

اس مال کا سفر کافی مشکل رہا ہیے، اس کے لکڑی کے پَٹھّے ٹھوکریں کھانے اور نمی کی وجہ سے پھول کر ٹیڑھے ہو چکے ہیں. موٹر بائیکوں کی نئ کھیپ اور ایک فرج بھی پہنچا ہیے. یہاں تک کہ ۲۰۲۰ میں بھی ایسے مناظر دبئ کریک پر دیکھنے کو ملے، لیکن اب آپ کو غور سے دیکھنا ہوگا.

## 1977 / DBCRK / MH02

یہ سونے کی دکان شاید ڈیرہ سوق کے اس حِصے کے باہر واقع تھی، جو سونے کی خرید و فروخت کے لئے مُختص ہیے۔ ایک دکاندار نے روایتی طرز پر بنے ہوئے لکڑی کے دروازے تو بچا کر رکھے ہوئے ہیں، لیکن باقی دکان المونیم اور شیشے کی بنوائی ہیے۔ شاید اس میں ایئر کنڈشنر بھی ہو۔ سونے کا کاروبار گذشتہ برسوں میں تو سوق میں بند دروازوں کے پیچھے کیا جاتا تھا، مگر ۷۰ کی دہائی کے آخری سالوں میں یہاں کھلے عام خرید و فروخت ہونے لگی۔

## 1977 / DBCRK / SF07

یہ نیچی سی کشتی کیونکہ ایران یا پاکستان کے سفر کے لئے نامناسب تھی، شاید کسی بڑے جہاز پر جانے سے پہلے ملّاحوں کے سامانِ سفر _ بَشمول کیلے _ پہنچانے کے کام آتی ہو؛ جیسے راشد بندرگاہ پر بندھے ہوئے کسی بڑے جہاز پر. کشتی کے بڑھے ہوئے خول میں کچھ نئ کھڑکیاں لگائی گئ ہیں. اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ کشتی متحدہ عرب امارات میں ہی واقع چھوٹی بندرگاہوں تک کم فاصلوں کی نقل و حرکت میں مال برداری کے لئے استعمال ہوتی تھی. اس کشتی میں، ہلکا اور قدرے نرم مال اوپر رکھا جاتا جس پر کشتی میں جگہ نہ بچنے کے باعث، ملّاحوں کے جسم سہارہ لیتے.

**1976 / DBCRK / MH03**

زیادہ امکانات ہیں کہ یہ تصویر ڈیرہ میں لی گئی، جس میں دُبئ کے پہلے سے تعمیر شدہ اضلاع میں پیدل راہگزاریوں اور اسفالٹ کی سڑکوں کی بنیادیں رکھی جا رہی ہیں۔ دُبئ کے ۱۹۶۰ کے شہری پھیلاؤ نقشے میں موجودہ شہر کی سڑکوں کا نظام بَاختیار تجویز نہیں کیا گیا؛ اس کے بجائے بلدیہ اور جائیداد کے مالکان کے درمیان مذاکرات کے ذریعے بننے والی راہگزاریوں کا تعین ہونا تھا۔

**1978 / BSTKA / SF01**

بستکیہ کے دوسرے حصوں میں تعمیرات زیادہ قریب قریب ہیں۔ اس نقطعہ نظر سے برجیل کی بناوٹ واضح تر نظر آ رہی ہے۔ کُرّہِ ارض کی تہوں کی طرح، گھروں کے خد وخال سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فیملی کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر وہ کس طرح سے وقتاً فوقتاً اور مرحلہ وار تعمیر ہوئے۔ تعمیراتی جدّت کی بھی تہَیں نظر آتی ہیں: روایتی مال، جیسے حال ہی میں چکنی مٹی اور چونے کی لاپی کی گئی ہے۔ گھر کی بنیاد کنکریٹ کی بنی ہوئی ہے جو اسے زمین کی نمی سے محفوظ کرتا ہے۔ کنکریٹ کی جالی (جس سے صحن میں اور چھت پر ہوا آتی ہے) استعمال کی گئی ہے۔ پانی کے پائپوں اور نالیوں سے گھر کی اوپر کی منزلوں میں پائپ لائن کے پانی کا بھی پتہ چلتا ہے، اور اس سے ہونے والی سیلن اور خرابی کا بھی؛ بجلی کی بے ترتیب تاریں ہر سمت میں گذرتی ہیں؛ کسی چھت پر لگا ہوا اینٹینا دبئ ٹی وی کی نشریات پکڑتا ہے، اور بعض اوقات کویت کی بھی۔

### 1977 / DBCRK / SF01

سٹیفن فنچ کی توجہ مرکوز کرنے والے کچھ تعمیراتی منصوبوں میں سے ایک، ڈیرہ میں واقع بلدیہ دبئی کی عمارت تھی. جس کمپنی کے لئے فنچ کام کرتا تھا، جون ر. ہیرس اور شارکین، وہ اس عمارت کی تعمیر کے لئے ہونے والے مقابلےِ میں کامیاب نہ ہیو پائی، بلکہ ایک جاپانی کمپنی پیسیفِک کنسلٹنٹز نے یہ مقابلہ جیتا. اس دور میں چلتی ہوئی کچھ ہی بڑی تعمیرات میں اندرونی اور بیرونی حصوں کے مابین ایک سائےدار فاصلہ بنایا گیا تھا.

### 1977 / DBCRK / MH11

ڈیرہ کے کسی بےنام سوق کی دکانیں، لوہے کی لہردار چادروں اور لکڑی کی بیموں کے ذریعے پرانی عمارتوں سے باہر نکلی آتی ہیں. پسِ منظر میں دکھائی دینے والی نئ عمارتیں بھی عارضی ہی لگ رہی ہیں، جو صرف وقتی ضرورت کے تحت بنائی گئ ہیں. ایک عمارت کی پہلی منزل پر کارٹن ہی کارٹن بھرے ہیوئے ہیں. کیا گودام رکھنا رہائشی یا دفاتری مقاصد سے زیادہ منافع بخش تھا؟



### 1977 / DBCRK / SF08

ڈیرہ میں واقع السابخہ اڈے پر کریک کے کچھ عرصے پہلے ہی پختہ ہونے والے کنارے میں، پانی تک اترنے کے لئے سیڑھیاں کاٹ دی گئ تھیں. ڈیرہ کی بعض معروف ترین جدید طرز پر تعمیرشدہ عمارتیں، پس منظر میں نظر آنے والی سمندری بھرائی والی زمین پر کھڑی ہیں. اُلٹے ہاتھ سے دوسری عمارت نیشنل بینک آف دبئ ہیے، جس کی قد و قامت ایسی رکھی گئ جو مستقبل میں بننے والی آس پاس کی عمارتوں کے لئے مشعل راہ کا کردار ادا کرے. اس کے سیدھے ہاتھ پر بینک ملی ایران کی عمارت تقریبا اسی کے جیسی تھی. ذیل کی دو عمارتوں سے مستقبل کا یہ پتا لگا کہ یہاں عمارتوں کی وضع قطع اور قد و قامت کا انحصار قوانین کے بجائے جائداد کی قیمتوں پر ہو گا.

### 1977 / DBCRK / MH07

سوق کی پرانی دکانوں میں سے زیادہ تر کے دروازے کھڑکیاں سمندری نیلے رنگ کے ہیں۔ پچھلے برسوں کی سیاہ و سفید تصویروں سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ ۵۰ اور ۶۰ کی دہائیوں میں بھی یہی صورت حال تھی یا نہیں۔ اس رنگ کا استعمال بلدیہ کے ان قوانین کا حصہ ہو سکتا ہے جو دبئ کی سڑکوں کو قاعدے میں لانے کے لئے لاگو کیے گئے تھے، تاکہ ہر تجارتی یونٹ کا شمار اور اندراج کیا جا سکے۔

### 1977 / ONEDG / MH07

۷۰ کی دہائی میں تیزا سے ہوتی ہوئی شہری تعمیر کی وجہ سے بہت ملبہ پیدا ہوا. اگر یہ دوبارہ قابل استعمال نہ ہوتا تو شہر سے باہر اس کو جلایا جاتا تھا. پھر بھی زیادہ تر پیدا ہونے والا تعمیری مال کا ملبہ دوبارہ استعمال میں لایا گیا، یا تو لوگوں کے گھروں میں، یا پھر نئے تعمیراتی مقاموں پر، جیسا کہ اس تصویر میں نظر آ رہا ہے. زیادہ ملبہ زیادہ تعمیراتی سرگرمیوں کی نشانی تھا.



### 1977 / ONEDG / MH01

بر دبئ میں یہاں کے رہائشی سوق سے بینک آف برودا کی بڑھتی ہوئی زیرِ تعمیر عمارت کی طرف چلتے ہیں۔ پرانے بنے ہوئے شہر کے بیچ و بیچ وسیع پیمانے کی جدت۔ یہ جگہ اس جگہ سے زیادہ دور نہیں ہیے جہاں ایک زمانے میں دبئ ہاربر اور راشد بندرگاہ کے درمیان، ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی تعمیر تجویز کی گئی تھی۔

### 1977 / ONEDG / MH02

یہ اونچی کنکریٹ کی بنی عمارت ممکنہ طور پر ڈیرہ میں ناصر چوک پر تھی۔ سڑک کے دوسرے پار پرانی، کم منزلہ عمارتیں ہیں۔ کیونکہ سڑک پر لگے زیادہ تر اشتہاروں کا رخ کریک کی طرف ہیے، سیدھے ہاتھ پر نظر آتی اشتہاروں کی جھلک سے معلوم ہوتا کہ یہی راستہ کریک کی طرف جا رہا ہیے۔ ہیرس نے یہ تصویر اس طرح لی ہیے کہ پیشِ منظر میں ملبہ نظر آ رہا ہیے۔ ملبے میں کنکریٹ کی بنی ہوئی پرانی عمارتوں کے آثار نظر آ رہے ہیں، جو ۱۹۷۷ تک یا تو تعمیری ناپائیداری یا پھر دبئ کے تیزی سے بڑھتے ہوئے جائیداد اور زمین کے کاروبار کی وجہ سے، گرائی جا چکی تھیں۔

## 1977 / ONEDG / MH05

راشد بندرگاہ کے کُھلنے سے شہر میں آنے والے اور یہاں سے گزرنے والے تعمیراتی سامان کی نوعیت اور وسعت میں کافی اضافہ ہوا. اس منظر کے سیدھے ہاتھ پر، ڈیرہ کی ایک رہائشی عمارت ایسی سکیفولڈنگ کے ڈھانچے کے اندر زیرِ تعمیر ہیے، جو دوبارہ قابلِ استعمال ہوتی ہیے. اس مقام کے ایک کونے پر ملبے کا ڈھیر جمع ہیے، جو دوبارہ قابل استعمال سامان کا ذخیرہ ہیے. کونے والی دکان اُتنی مُدّت نہیں چل سکی جتنی اس کے پڑوس میں موجود مخصوص نیلے دروازوں والی پرانی دکان نے گزار دی. یہ دکان زیادہ تر پھکے ہوئے سامان سے بنی ہوئی ہیے. یہ ڈمبیل بھی پرانے رنگ کے ڈبوں سے بنے ہوئے ہیں، جن کو سڑک کے دوسرے پار پڑے ہوئے بچے ہوئے کنکریٹ سے بھرا گیا ہیے.

## 1977 / DBCRK / MH06

یہ دفاعی مینار اب بھی بر دبئ کے مغربی جانب، الشنداغہ کے ملاپ پر واقع ہیے۔ عین ممکن ہیے کہ اس کی حیات ۱۹۷۰ کی ان وراثتی حفاظت کی کاوشوں کے باعث بڑھ گئی ہو۔ دبئ کی پہلی پکی سڑکوں میں شمار ہونے والی ایک چوڑی شاہراہ، جو کریک کی بندرگاہوں سے نو تعمیر شدہ رنگ روڈ تک پہنچتی تھی، ٹیڑھی بچھائی گئی تاکہ یہ مینار منہدم نہ کرنا پڑے، باوجود اسکہ کہ اس کا سابقہ دفاعی کردار باقی نہ رہا۔ اس مینار کے چاروں طرف گھا گھم چائے کی دکانوں اور بحری کاروباری سرگرمیوں کے بجائے آج مصنوعی وراثتی طرزِ تعمیر نے جگہ لے لی ہیے۔

**1976 / WTCTR / MH02**

گاڑی چلاتے ہوئے ابو ظبی سے واپسی پر، دبئ پہنچنے کی پہلی نشانی زیرِ تعمیر ورلڈ ٹریڈ سینٹر کا مقام تھا. یہ مقام کہیں دور صحرا میں واقع معلوم ہوتا تھا، مگر سیدھے ہاتھ پر نظر آنے والی زمین کی منصوبہ بندی مکمل ہو چکی تھی اور پہلے ٹاور سے آگے کمپلیکس کی توسیع کا بھی تعیّن کیا جا چکا تھا.

## 1977 / ONEDG / MH03

ایک مالی باغ میں باغبانی کر رہا ہیے۔ مارک ہیرس کو یہ یاد نہیں ہے کہ یہ تصویر کہاں لی گئی تھی۔ یہ جگہ مرکزی شہر سے کافی دور معلوم ہوتی ہیے، صحرا کی گرد بھری تصویر میں رنگوں کا ایک ٹکرا۔ اس بات کا تو امکان نہیں ہیے کہ بلدیہ کی پانی کی لائنیں یہاں پہنچتی ہوں۔ جو سفید پائپ دکھائی دے رہا ہیے، وہ شاید کسی کنویں سے آ رہا ہیے یا پھر کسی پانی کے ٹینکر ٹرک سے، جو تصویر کی حدود سے باہر ہیے۔

## 1977 / KRTUN / SF07

ایک مسجد اور اس کے میناروں کے علاوہ، کرتون کی عمارتیں عام طور سے دیر پا مواد کی نہیں بنی ہوئی تھیں.
اس ضلعے کا نام گتّے کے لئے استعمال ہونے والے عربی لفظ پر رکھا گیا ہیے. رنگ و روغن سے اس کنکریٹ کے بنے ہوئے گھر کے مخصوص ہونے کا پتہ چلتا ہیے.

## 1977 / KRTUN / SF02

ملبے کے ڈھیر بکریوں کے چڑھنے کے لئے ٹیلے بھی ہیں جو کرتون کی حدود سے باہر جمع ہو گئے ہیں_ کرتون دبئ شہر کے تعمیر شدہ حصوں سے دور خود ساختہ جگیوں کا ایک ضلع ہیے. یہ خود ساختہ آبادی صنعتی اشیاء اور تعمیراتی مال کا ملبہ پھکنے اور دوبارہ استعمال میں لانے کا آخری مقام ہوا کرتا ہو گا. درآمد، جدید اشیاء کا استعمال اور ان سے پیدا ہونے والے کچرے کے بارے میں ہم آج کی طرح نہیں سوچ سکتے کہ یہ سرگرمیاں ماحولیاتی بچاؤ سے ہم آہنگ کسی مؤثر نظام کے تحت انجام پاتی تھیں. اس کے بجائے یہ انتہائی مجبوریوں کی نشانی تھے.



## 1977 / KRTUN / SF06

ستیفن فنچ کہتے ہیں کہ بچّے کیمرے کے اُتنے ہی شوقین تھے جتنا بڑے اس کو مشکوک جانتے. ایک بچہ ایک درہم کا نوٹ لئے کھڑا ہیے، جو شاید تصویر کھچوانے کی لئے اِسے شرطیہ دیا گیا ہیے. اِن کے پیچھے نظر آنے والی دکان اسی قسم کے بُرادے کے بنے ہوئے لکڑی کے تختوں اور لوہے کے لہردار تختوں سے بنی ہوئی ہیے، جن سے آس پاس کے گھر بنے ہوئے ہیں. سمندر پر کھیلنے کے لئے ایک ہوا بھرنے والی گیند برائے فروخت ہیے.

## 1977 / KRTUN / SF04

دبئ کے بلدیاتی کارندوں نے کرتون میں چوڑی سڑکوں اور عمارتوں کی چوکوردار محلہ بندی کا نظام سختی سے لاگو کیا ہوا ھتا. گاڑیوں کی قِلّت کی وجہ سے، سڑکیں اصلاً حفاظتِ عام کے مقاصد کے لئے استعمال ہوتی تھیں_ وہ آگ بُجھانے والے ٹرک کی طرح کی ہنگامی گاڑی گزرنے کے لئے چوڑی تھیں، اگر وہ وہاں کبھی پہنچ پائیں. مگر اس سے زیادہ پُروثوق مقصد یہ ھتا کہ یہ سڑکیں آگ کے پھیلاؤ میں رکاوٹ تھیں. اگر گھروں کے ایک مجموعے میں آگ لگ جاتی، تو دوسرے گھر کم از کم کچھ دیر کے لئے تو محفوظ رہتے.

## 1977 / KRTUN / SF03

ملبے کے ڈھیر بکریوں کے چڑھنے کے لئے ٹیلے بھی ہیں جو کرتون کی حدود سے باہر جمع ہو گئے ہیں_ کرتون دبئ شہر کے تعمیر شدہ حصوں سے دور خود ساختہ جگیوں کا ایک ضلع ہیے. یہ خود ساختہ آبادی صنعتی اشیاء اور تعمیراتی مال کا ملبہ پھکنے اور دوبارہ استعمال میں لانے کا آخری مقام ہوا کرتا ہو گا. درآمد، جدید اشیاء کا استعمال اور ان سے پیدا ہونے والے کچرے کے بارے میں ہم آج کی طرح نہیں سوچ سکتے کہ یہ سرگرمیاں ماحولیاتی بچاؤ سے ہم آہنگ کسی مؤثر نظام کے تحت انجام پاتی تھیں. اس کے بجائے یہ انتہائی مجبوریوں کی نشانی تھے.

**1977 / DBCRK / MH09**

دھؤ کشتیوں پر کام کرنے والے آدمی، آج کی طرح، اس وقت بھی اپنی کشتیوں میں ہی رہتے جب وہ کریک میں برتھوں سے بندھی ہیوتیں۔ ان ملاّحوں کے کام کا ایک بڑا حصّہ صرف انتظار پہ مشتمل ہوتا، جب سوائے کشتی پر نظر رکھنے اور اس کی رکھوالی کرنے کے کوئی دوسرا کام نہ ہوتا۔ ان افراد کو ڈیرہ کے اُس پار، بلدیہ دبئ کے زیرِ تعمیر دفاتر کا نظارہ حاصل تھا۔

## مرکز سے ہٹ کر/ توجہ کا مرکز
## ۱۹۷۰ کے دُبئ کے مناظر

ساٹھ تصویروں کے ذریعے ۱۹۷۶ سے ۱۹۷۹ تک کے دبئ کے مناظر محفوظ کیے گئے ہیں، جب لگتا تھا کہ شہر کے ایک ایک رہائشی کو مستقبل کے ایک جدید شہر کی تخلیق میں حصہ لینے کی لگن تھی. سٹیفن فنچ اور مارک ہیرس، دو معماروں نے یہ تصویریں بصری نُقات کے طور پر اپنے اور اپنے دفتری ساتھیوں کے لئے لی تھیں. یہ دونوں جون ر. ہیرس اور شارکین کمپنی سے تعلق رکھتے تھے، جنہیں دبئ کے حالات قلم بند کرنے کے لئے نہیں بلکہ دبئ شہر کی کایا پلٹنے کی مہم سپرد کی گئی تھی. جمیل آرٹس سینٹر کے منتظمین کے ساتھ مل کر، معمار اور مصنف ٹوڈ ریسز نے ان معماروں کی تصاویر کو ایک ایسے آستانے کی طرح ترتیب دیا ہے جس سے دوسری نمائش کا مشاہدہ ہوتا ہے، شہر، ازخود، نمائش.

ان معماروں کا جس کمپنی سے تعلق تھا، اس کے ذمّے ۱۹۶۰ میں شہر کا پہلا باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت شہری نقشہ مرتّب کرنا تھا، اور جس دَور میں یہ تصاویر لی گئیں، وہ دُبئ کے سب سے بڑے اور انوکھے تعمیری منصوبے، یعنی ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی تعمیراتی سرگرمیوں کی نگران تھی. اس دور میں انٹرنیشنل ٹریڈ اینڈ ایگزیبیشن سینٹر یا بین الاقوامی مرکز برائے تجارت اور نمائش کے نام سے معروف یہ مرکز نمائشات پیش کرنے کی جگہ بھی تھا اور خود بھی ایک نمائش تھا. یہ اس بات کی نشاندہی کرتا تھا کہ مستقبل میں دبئ کی ترقی کا منظر کیسا ہوگا.

دبئ کریک کے گرد و پیش میں دبئ کے پرانے علاقوں کے رہائش پذیر افراد کو ٹریڈ سینٹر جیسے نئے منصوبوں کی تعمیر اور چلانے کے کام میسر آئے. اس سے پہلے شہر کی یہ پرانی آبادیاں نمائش ہوا کرتی تھیں، جہاں بلدیاتی تنظیم، پُر اعتماد تعمیراتی اور انجینئرنگ منصوبوں اور جائیداد کے کاروبار میں ترقی کے باعث دبئ شہر کی بدلتی ہوئی صورت کا انکشاف ہوتا تھا. شہر کے جنوب میں سب سے اونچی ترین عمارت کی طرف ترقیاتی منصوبوں کا منتقل ہونا اسی نمائش کا پرزور تسلسل تھا.

شہر کے موجودہ دور کے تعمیراتی منصوبوں کے سامنے، ۱۹۷۰ کا دبئ کافی قدیم، معمولی یا پھر روایتی لگے گا. یہاں پائیداری، اُمنگوں اور ہمت و حوصلے کی مثالوں کی لمبی فہرست پر روشنی ڈالی گئی ہے. ان تصویروں میں نظر آنے والا کوئی بھی فرد آج کے دُبئ کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا تھا. شہری شاید ممکنات کا تصور تو کر سکتے ہوں، مگر صرف بے خوف ہی ان کا مظاہرہ کر سکتے تھے.